نیوتا

شادی بیاہ موت واموات کے موقع پر لینا دینا کیسا؟

تصنیفِ لطیف

حُضور فیض ملّت مفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو الصالح



RASAIL E UWAYSIA

www.faizahmedowaisi.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ

(شادی بیاہ موت واموات کے موقعہ پر لینا دینا کیسا ہے؟)

نیوتا

از

شمس المصنفین، فقیہ الوقت، فیضِ ملّت، مُفسرِ اعظم پاکستان،خلیفہ مفتی اعظم ہند

حضرت علامہ ابو الصالح مفتی **محمد فیض احمد اُویسی رضوی** محدث بہاولپوری نور اللہ مرقدہ

نوٹ: اگر اس کتاب میں کمپوزنگ کی کوئی بھی غلطی پائیں تو برائے کرم مندرجہ ذیل ای میل ایڈریس پر مطلع کریں تاکہ اُس غلطی کو تصحیح کر لی جائے ۔(شکریہ)

admin@faizahmedowaisi.com

عرضِ ناشر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ علٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

امابعد! آج کل مسلمانوں میں یہ رسم عام ہے کہ شادی بیاہ کے مواقع پر دعوت دی جاتی ہے اور پھر اس میں مدعوں کئے گئے لوگ رسماً کچھ نہ کچھ دیتے ہیں۔ کوئی نقد رقم دیتا ہے، کوئی زیور یا سامان دیتا ہے اور باقاعدہ یہ چیزیں دینے والے کا نام ساتھ لکھا بھی ہوتا ہے کہ اس شخص نے یہ دیا ہے۔

یہاں تک کہ موت اموات میں میت والے گھر میں ایصالِ ثواب کے لئے کھانا پکا کرلایا جاتا ہے اور اسی طرح میت والے گھر میں نقد رقم دینا یا حصہ ملانا ایک رسم بن گیا ہے اور اس عمل میں رضائے الٰہی بہت کم دیکھی جاتی ہے کیونکہ دینے والے کی نیت واپسی کی ہوتی ہے اس کا اندازہ اس طرح ہوتا ہے کہ جب اس شخص کے یہاں کوئی ایسا معاملہ ہوتا ہے اور وہ شخص کہ جس کو شادی یا موت اموات میں کچھ دیا ہوتا ہے وہ کچھ نہیں دیتا تو پھر گلہ شکوہ شروع ہو جاتا ہے اور آپس میں اختلافات بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔

علامہ اُویسی صاحب مدظلہ العالی نے اس موضوع پر ایک رسالہ تحریر فرمایا اور اس کا نام نیوتا (بلاوا) رکھا جو کہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس رسالہ میں آپ نے اس رسم پر دو باب باندھ کر نیوتا مذموم کی خرابیاں اور نیوتا محمود کے فضائل وفوائد تحریر فرمائیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے وہ ہمیں اس رسالہ کو پڑھ کر اسے سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ الامین صلی اللہ علیہ وسلم

طالب ِ دعا

محمد فضیل رضا عطاری عفی عنہ

29 ذی الحجہ 1420ھ

5 اپریل بروز بدھ 2000ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

بسملاً و محمدلاً و مصلیاً و مسلماً علی رسولہ الکریم

نیوتا

شادی بیاہ موت واموات کے موقعہ پر لینادینا کیسا ہے ؟

امابعد ! نیوتاہندی لفظ ہے جس کا معنی ہے بلاوہ۔ وہ نقدی جو اعزہ واقرباء شادی بیاہ کے موقعہ پر دیتے ہیں۔ اس میں وسعت دے کر اموات والوں کی امداد مثلاً پہلے دن سے کھانا پکا کر ان کے گھر بھیجنا، میت پر چھاڑا (کپڑا) ڈالنا، قل خوانی و جمعراتیں و دیگر ایصالِ ثواب کے امور میں حصہ ملانا، نقد رقم دینا وغیرہ وغیرہ۔ اس کی دو قسمیں ہیں محض رضائے الٰہی کے طور پر دے کر واپسی کی امید نہ رکھنا۔ دے کر اپنے لئے ایسے مواقع پر واپسی کی اُمید نہ رکھنا نہ دینے والے سے مطالبہ کرنا یا گلہ شکوہ کرنا وغیرہ۔ پہلی صورت محمود ہے اس سے سمجھا جاتا ہے۔ دوسری صورت مذموم ہے یہ قرض دینے لینے کے حقوق میں داخل ہے چونکہ نیوتا کی رسم مسلمانوں میں عام ہے فقیر اس کی توضیح و تشریح میں یہ رسالہ لکھ کر اس کا نام بھی نیوتا رکھتا ہے۔

وماتوفیقی الا باللّٰہ العلی العظیم

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور۔ پاکستان 1420ھ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡم

الحمدللّٰہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لانبی بعدہ

مقدمہ

امابعد! بعض رسوم فی نفسہ اچھی ہوتی ہیں ان میں اجر وثواب بھی بھرپور ہوتا ہے لیکن عوام کی غلط پالیسیوں سے وہ اجر وثواب کے بجائے گناہ اور جرم عظیم بن جاتی ہیں مثلاً نیوتا نامعلوم یہ رسم کب سے شروع ہوئی لیکن چونکہ اس کی اصل احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہوتی ہے اسی لئے اسے بدعتِ حسنہ سمجھ کر جواز کا فتوی دیا جاسکتا ہے لیکن اب اس نے جب ایک غلط روپ دھارا ہے تو اسی لئے اس کا مٹانا ضروری ہے اور اسے صحیح طریقہ سے استعمال کیا جائے اور یہ نیوتا کیا ہے؟ اس کی تفصیل آگے آتی ہے اور یہ کچھ ایسی رسم ہے کہ ہر ملک اور ہر دور میں مختلف طریق سے مروج ہے وہ یہ کہ ہم بچپن سے دیکھتے چلے آرہے ہیں کہ مرنے والے کے پسماندگان کو بعض لوگ نقد یا کھانا پکا کر یا میت کی جمعراتیں اور دیگر مراعات کرتے ہیں یونہی شادی بیاہ میں نقد اور (کپڑے کے) جوڑے اور کھانے پینے کی اشیاء ایک دوسرے کو دیتے ہیں یونہی دوسری جانب ہوتا ہے۔ میں بچپن میں تو نہ سمجھ سکا البتہ علمی دولت نصیب ہوئی تو سمجھا کہ یہ رسم کی ایک قسم ہے اور صحیح اور درست ہے لیکن بعض برادریوں میں غلط طریقہ مروج ہو گیا ہے وہ یہ کہ ایک طرف سے مذکورہ بالا معاونت ہوئی تو دوسری طرف سے اتنی مقدار میں مدد ہو ورنہ اظہارِ ناراضگی ہوتی ہے بلکہ نہ صرف بائیکاٹ بعض مقامات پر ہاتھا پائی اور مقدمات بھی ہوتے دیکھے۔

ہمارے بعض علماء کرام نے اس دوسرے طریقہ کو صورتِ قرض میں داخل کیا ہے تاکہ غلط پالیسی کی اصلاح ہو لیکن میں سمجھتا ہوں یہ بھی جھگڑا بڑھانے بلکہ قرض کے مرض میں دب جانے کے مترادف ہے بلکہ مر گیا تو قرض کی سخت سزا سر پر رہے گی اسی لئے بہتر یہ ہے کہ شادی بیاہ ہو یا موت وغیرہ سب میں "نیکی اور دریا میں ڈال" پر عمل ہو یعنی کسی کو دے تو یہ نیت ہو کہ محض اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا وخوشنودی کے لئے دے رہا ہوں اور بس۔ اسے دوسری جانب سے کچھ ملنے یا نہ ملنے کا تصور نہ ہو اور بس۔ اب اس کی تفصیل وتحقیق ملاحظہ ہو۔

نیوتے کی رسم: ایک اچھی نیت اور ارادے سے جاری ہوئی تھی تاکہ خویش واقارب (رشتے دار) نیز دوست واحباب کے تعاون سے کام باآسانی انجام پایا جائے اور صاحبِ تقریب پر اس کام کے مصارف کا زیادہ بوجھ نہ پڑے اور اسے دوسرے کے سامنے دستِ سوال دراز نہ کرنا پڑے۔

یونہی معاونین کے یہاں جب ایسی تقاریب ہوں توسب بھائی مل کر ان کی بھی اعانت کریں گے تاکہ وہ بھی زیرِ بار (بھوج تلے) نہ ہوں البتہ ان تقاریب میں جو روپیہ یا سامان دیا جائے وہ بدلے کی نیت و ارادے سے نہ دیا جائے بلکہ ہدیہ و ہبہ کے طور پر دیا جائے جب اس نیت و ارادے سے دیا جائے گا تو لینے والے کے ذمہ قرض نہ ہو گا اگر اس کا بدلہ ہو گیا فبِہا (توٹھیک)، نہ ہوا تو مطالبہ نہیں کیونکہ ہبہ کا عوض دینا سنت ہے واجب نہیں۔ چنانچہ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ کو قبول فرماتے اور اس کا عوض (بدلہ) عطا فرماتے۔ [1]

لیکن قرض کا پروگرام نہ ہو بلکہ ہدیہ، کیونکہ ہدیہ سے محبت بڑھتی ہے اور قرض سے محبت ٹوٹتی ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: **وَإِيَّاكُمْ وَالدَّيْنَ. فَإِنَّ أَوَّلَهُ هَمٌّ وَآخِرَهُ حَرْبٌ** [2] **یعنی** قرض سے بچو کیونکہ اس کی ابتدا غم سے ہے اور انتہا لڑائی۔

فائدہ: عربی محاورہ مشہور ہے "**القرض مقراض المحبة**"[3] (قرض محبت کی قینچی ہے)۔

اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ جس طرح قینچی کپڑے کو کاٹ دیتی ہے اسی طرح قرض محبت کو کاٹ کر پھینک دیتا ہے۔

قرض کی خرابیاں: قرض کے باعث کتنے ہی جڑے ہوئے دل بچھڑ جاتے ہیں، اپنوں میں بیگانی اور دوستوں میں دشمنی پیدا ہو جاتی ہے۔ بغیر کسی اشد مجبوری کے قرض کی جانب وہی قدم بڑھائے گا جسے محبت، اخوت اور دوستی اور جنازہ اپنے ہاتھوں سے نکالنا ہو۔

قرض ایک قسم کا عذاب ہے جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ شروع میں یہ رنج والم لاتا ہے اور آخری میں لڑائی جھگڑے کا باعث بنتا ہے لہٰذا کسی خاص مجبوری کے بغیر اس عذاب کو اپنے اوپر مسلط کر لینا دانشمندی نہیں ہے۔ اگر وہ رقم یا سامان بانیتِ قرض یا بدلہ دیا گیا ہے تو لینے والوں پر اس کی ادائیگی واجب ولازم ہے اگر کسی وجہ سے وہ رقم یا سامان ادا نہ کر سکا اور دینے والوں نے معاف بھی نہ کیا تو آخرت میں اس پر بازپرس ہو گی۔

اس سے بچنے کی واحد صورت یہ ہے کہ ان کے دینے والوں سے پہلے ہی صاف صاف کہہ دیا جائے کہ جو صاحب بطورِ امداد دینا چاہیں حرج نہیں اگر مجھ سے ممکن ہوا تو اُن کی تقریب میں بھی امداد و اعانت کروں گا اور اگر بدلہ کی نیت و ارادے سے دے رہے ہیں تو میں قرض لینا نہیں چاہتا

---

[1] (صحيح البخاري، كتاب الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب المكافاة في الهبة، 913/2، الحديث: 2445، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414ھ/1993م)

[2] (موطا امام مالک، كتاب الأقضية، باب قال و سمعت قوله تعالى يقول من استعان عبدا بغير إذن سيده، 1119/4، الحديث: 2846، مؤسسة زايد بن سلطان آل نهيان للأعمال الخيرية والإنسانية أبو ظبي الإمارات)

[3] (دستور العلماء، باب القاف مع الراء المهملة، 48/3، دار الكتب العلمية لبنان/بيروت)

اگر میں بلاوجہ کسی دوسری وجہ سے دے نہ سکا تو گنہگار ہوں اور معاف نہ ہونے کی صورت میں حشر میں اس کا مواخذہ ہوگا۔ یہ کہنے کے بعد جو شخص اس کو رقم یا سامان دے گا تو وہ اس کے ذمہ قرض نہ ہوگا۔

فقیر اُویسی غفرلہ کا یہی معمول رہا الحمد للہ وقت آرام سے گزرا اگر ہدیۃً دینے کے باوجود اس رقم یا سامان کا مطالبہ کرے اور ادا نہ کرنے کی صورت میں طعن و تشنیع کرے تو اس کی یہ حرکت ایذائے مسلم ہے جو حرام و گناہ ہے۔

فائدہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْعَائِدِ فِي قَيْئِهِ[4] یعنی ہبہ کی ہوئی چیز کو واپس لینے والا کتے کی طرح ہے جو اپنی قے چاٹ لیتا ہے۔

مسئلہ: دی ہوئی چیز واپس لینی نہیں چاہیے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قے چاٹنے سے تشبیہ دی ہے جس طرح کتے کا قے کر کے چاٹ لینا ہر طبیعت کے لئے باعثِ نفرت ہے یونہی عطیہ دے کر واپس لینا ہر شخص کو بُرا معلوم ہونا چاہیے اسے واپس لینا بد خلقی اور بے مروتی کی دلیل ہے۔

یہ ایک عجیب مثال ہے کیونکہ کتے کے علاوہ کوئی جانور اپنی قے نہیں چاٹتا لہٰذا ہمیں بھی اس حرکت سے بچنا چاہیے تاکہ یہ قول ہم پر صادق نہ آئے۔

نیوتا اور امام احمد رضا قدس سرہٗ: مجھے اپنے موقف کی اس وقت خوشی ہوئی جب میں نے اعلیٰ حضرت کی تائید دیکھی چنانچہ حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں نیوتے کی رسم ایک محمود قصد یعنی معاونتِ اخوان (متعلقین کی مدد) سے رکھی گئی کہ وقتِ حاجت ایک کام سو کی اعانت سے نکل جائے نہ اس پر بار ہو نہ سوال وغیرہ سے حرج وعار ہو پھر معاونوں میں جسے یہ معاملہ پیش آئے وہ معاون اور باقی اخوان اس کی اعانت کریں۔[5] (احکامِ شریعت)

نیوتا بصورتِ قرض: جیسے پہلے کہا گیا ہے کہ نیوتا قرض بھی ہو سکتا ہے چنانچہ حضرت علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں شادی وغیرہ تمام تقریبات میں طرح طرح کی چیزیں بھیجی جاتی ہیں اس کے متعلق ہندوستان میں مختلف قسم کی رسمیں ہیں ہر شہر میں ہر قوم میں جدا جدا رسوم ہیں ان کے متعلق ہدیہ اور ہبہ کا حکم ہے یا قرض کا؟

عموماً رواج سے جو بات ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ دینے والے یہ چیزیں بطورِ قرض دیتے ہیں۔ اِسی وجہ سے شادیوں میں اور ہر تقریب میں جب روپے یا سامان دیئے جاتے ہیں تو ہر ایک شخص کا نام اور رقم (وغیرہ) تحریر کر لیتے ہیں۔ جب اُس دینے والے کے یہاں تقریب ہوتی ہے تو یہ

---

4) (سنن ابن ماجه، كتاب الاحكام، باب الرجوع في الهبة، 466/3، الحديث:2377، دار الرسالة العالمية، الطبعة: الأولى، 1430 هـ 2009م)

5) (احکامِ شریعت، حصہ دوم، ص199، نظامیہ کتب گھر، لاہور)

شخص جس کے یہاں دیا جا چکا ہے فہرست نکالتا ہے اور اُتنے روپے یا سامان ضرور دیتا ہے جو اُس نے دیئے تھے اور اس کے خلاف کرنے میں سخت بدنامی ہوتی ہے اور موقع پا کر کہتے بھی ہیں کہ نیوتے کا روپیہ یا سامان نہیں دیا اگر یہ قرض نہ سمجھتے ہوتے تو ایسا عرف نہ ہوتا جو عموماً ہندوستان میں ہے۔[6] (بہارِ شریعت، حصہ 14، صفحہ 79,80)

نیوتے کا ادا کرنا شرعاً لازمی و ضروری ہے: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ سے دریافت کیا گیا کہ ہمارے یہاں دستور ہمیشہ سے ہے کہ کسی کی تقریب شادی یا ختنہ یا اور کوئی تقریب ہوئی تو اعزا و اقرباء، دوست و آشنا کچھ نقد کچھ روٹی، دال، چاول، تیل، دہی، کپڑا وغیرہ لاتے ہیں جس کو نوید یا نیوتا کہتے ہیں جو پہلے بطورِ مدد و مَعُوْنت سمجھا جاتا تھا نہ ادا کرنے پر کوئی گرفت یا تقاضا نہیں تھا لیکن اب ان تقریبوں میں میرے یہاں کوئی سامان نوید لائے اور میں کسی وجہ یا بلاوجہ سامان نہ لے گیا اس پر بعد کو تقاضا ہوتا ہے شکایت ہوتی ہے کہ ہم اُن کے یہاں لے گئے وہ میرے یہاں نہ لائے ایسی حالت میں مجھ سے اگر ادا نہ ہو سکے تو اس کے لئے قیامت میں پرسش ہو گی یا نہیں؟ اس کا حق باقی رہا یا نہیں؟ اور بغیر معاف کئے ہوئے اُس کے، معاف ہو سکتا ہے یا نہیں؟

جواباً فرمایا اب جو نیوتا دیا جاتا ہے وہ قرض ہے اس کا ادا کرنا لازم ہے اگر رہ گیا تو مطالبہ رہے گا اور بے اس کے معاف کئے معاف نہ ہو گا

"والمسئلة فی الفتاوی الخیریة"[7] (اور یہ مسئلہ فتاوٰی خیریہ میں موجود ہے۔)

نیوتا کا بہتر طریقہ: جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے کہ لانے والوں سے پہلے صاف کہہ دے کہ جو صاحب بطورِ امداد عنایت فرمائیں مضائقہ نہیں مجھ سے ممکن ہوا تو اُن کی تقریب میں امداد کروں گا لیکن میں قرض لینا نہیں چاہتا اس کے بعد جو شخص دے گا وہ اس کے ذمہ قرض نہ ہو گا ہدیہ ہے جس کا بدلہ ہو گیا فَبِہا (تو ٹھیک)، نہ ہوا تو مطالبہ نہیں۔[8]

مروجہ نیوتا کی خرابیاں: حضرت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں نیوتا بھی بہت بری رسم ہے جو غالباً دوسری قوموں سے ہم نے سیکھی ہے اس میں خرابی یہ ہے کہ یہ جھگڑے اور لڑائی کی جڑ ہے وہ اس طرح کہ فرض کرو کہ ہم نے کسی کے گھر چار موقعوں پر دو دو روپے دیئے ہیں تو ہم بھی حساب لگاتے رہتے ہیں اور وہ بھی جس کو یہ روپیہ پہنچا۔ اب ہمارے گھر کوئی خوشی کا موقع آیا ہم نے اس کو بلایا تو ہماری پوری نیت یہ ہوتی ہے کہ وہ شخص کم از کم دس روپے ہمارے گھر دے تا کہ آٹھ روپے ادا ہو جائیں اور دو روپے ہم پر چڑھ جائیں ادھر اس کو بھی یہ ہی خیال ہے کہ اگر میرے پاس اتنی رقم ہو تو میں وہاں دعوت کھانے جاؤں ورنہ نہ جاؤں اب اگر اس کے پاس اس

---

[6] (بہارِ شریعت، حصہ 14، ص79، مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی)

[7] (احکامِ شریعت، حصہ دوم، ص200، نظامیہ کتب گھر، لاہور)

[8] (فتاوٰی رضویہ، کتاب الحظر والاباحۃ، 586/23، رضا فاونڈیشن، لاہور)

وقت روپیہ نہیں تو وہ شرمندگی کی وجہ سے آتا ہی نہیں اور اگر آیا تو دو چار روپے دے گیا۔ بہرحال ادھر سے شکایت پیدا ہوئی، طعنے بازیاں ہوئیں، دل بگڑے۔ بعض لوگ تو قرض لے کر نیوتا ادا کرتے ہیں۔ بولو! یہ خوشی ہے یا اعلانِ جنگ۔ [(9)]

لوگ کہتے ہیں کہ نیوتا سے ایک شخص کی وقتی مدد ہو جاتی ہے۔ اس لئے یہ رسم اچھی ہے مگر دوستو! مدد تو ہو جاتی ہے لیکن دل کیسے برے ہوتے ہیں اور روپیہ کس طرح پھنس جاتا ہے نہ معلوم یہ رسم کب سے شروع ہوئی، باہمی امداد کرنا اور بات ہے لیکن یہ باہمی امداد نہیں اگر باہمی امداد ہوتی تو پھر بدلہ کا تقاضا کیسا؟ لہٰذا یہ نیوتا کی رسم بالکل بند ہونی چاہیے۔ ہاں اگر قرابت دار کو بطورِ مدد کچھ دیا جائے اور اس کے بدلہ کی توقع نہ رکھی جائے تو واقعی مدد ہے اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہدیہ سے محبت بڑھتی ہے اور قرض سے محبت ٹوٹتی ہے۔ اب نیوتا بیہودہ قرض ہو گیا ہے لہٰذا عقیقہ، ختنہ، شادی، موت ہر وقت ہی نیوتا کی رسم جاری ہے یہ بالکل بند ہونی چاہیے۔ [(10)] (اسلامی زندگی، صفحہ11,12)

{بابِ اوّل}

اس باب میں فقیر قرض کی خرابیاں اور نیوتا مذموم کے دینوی اور اخروی نقصانات اور خسارے بیان کرتا ہے

شاید اتر جائے کسی کے دل میں میری بات

نیوتا مذموم کی اخروی خرابیاں: جب شادی بیاہ اور رُسومِ میت میں رسم لین دین پیدا ہو گی تو وہ قرض کے حکم میں داخل ہو کر ادائیگی ضروری ہو جائے گی بصورتِ عدم ادائیگی اس کی سزا و عذاب ہوئی ہے جو قرض نادہندگان اور حقوق العباد کے تلف کرنے والوں کی سزا و عذاب ہے ذیل میں اس کے متعلق وعیدیں عرض کرتا ہوں۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص خدا کی ستر نافرمانیاں لے کر قیامت کے میدان میں پہنچے تو یہ اس سے بہت ہی ہلکا جرم ہے کہ کسی بندہ کا ایک حق اپنے ذمہ میں لے کر میدانِ حشر میں جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات بے نیاز ہے وہ معاف فرمادے گا مگر بندے چونکہ محتاج ہیں (جو قیامت کے روز جبکہ بے کسی اور کسمپرسی کا عالم ہو گا ذرا ذرا سا سہارا تلاش کرتے ہوں گے) اس لئے ان کے حق کا دھیان رکھنا اور حقوق العباد سے پاک ہو کر اس جہاں سے جانا بہت ہی زیادہ اہم اور سخت ضروری ہے کیونکہ محتاج اپنی حاجت کی وجہ سے معاف نہیں کیا کرتا بلکہ اپنا پورا پورا حق وصول کر لیا کرتا ہے۔

---

9) (اسلامی زندگی از مفتی احمد یار خان نعیمی، دوسرا باب: عقیقہ اور ختنہ کی مروّجہ رسمیں، تحت: ان رسموں کی خرابیاں، ص25، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

10) (اسلامی زندگی از مفتی احمد یار خان نعیمی، دوسرا باب: عقیقہ اور ختنہ کی مروّجہ رسمیں، تحت: ان رسموں کی خرابیاں، ص26، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

انتباہ: چونکہ ہمارے دور میں آخرت کی فکر نہیں رہی اور بد دیانتی کی فضاء کی وجہ سے مرنے کے بعد کی زندگی کا دھیان نہیں رہا ہے اس وجہ سے کسی کا حق ضائع کر دینا، ظلماً کچھ وصول کر لینا یا رشوت سے پیٹ بھرنا یا اور کسی ذریعہ سے ایسا مال حاصل کر لینا جو شرعاً حرام ہو کوئی بڑا گناہ نہیں سمجھا جاتا۔

احادیثِ وعید:

۱) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف صاف واضح طریقہ پر یہ فرمایا ہے کہ سب سے بڑا مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن باوجود اپنی ذاتی نیکیوں کے اپنے سر دوسروں کے حقوق لے کر آئے۔ [11]

۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حرام کھانے اور پہننے کی وجہ سے دعا قبول نہیں ہوتی اور حرام سے صدقہ بھی قبول نہیں کیا جاتا۔ [12]

۳) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کپڑا دس درہم کا خریدا گیا اور اس میں ایک درہم حرام کا تھا تو جب تک وہ کپڑا جسم پر رہے گا اس کی نماز قبول نہ ہوگی۔ [13]

۴) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ گوشت جنت میں داخل نہ ہوگا جو حرام سے بڑھا ہوگا جو گوشت حرام سے بڑھا ہوا ہو اس کے لئے دوزخ ہی زیادہ مناسب ہے۔ [14]

فائدہ: احناف کے علماء نے لکھا ہے کہ جو شخص حرام مال سے صدقہ کرے اس عمل کی وجہ سے اس کے کفر کا اندیشہ ہے۔ [15]

ایک وہم کا ازالہ: نیوتا میں لینا دینا اس لئے عمل میں لایا جاتا ہے کہ اس طرح سے مال و دولت میں اضافہ ہوگا یہ صرف وہم ہے۔ حدیث شریف میں ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ روح القدس (حضرت جبرائیل علیہ السلام) نے میرے دل میں یہ بات القاء کی ہے کہ بے شک کسی جان کو اس سے پہلے موت نہ آئے گی جب تک اپنا مقرر رزق پورا نہ کر لے خبردار اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور رزق طلب کرنے میں اچھا طریقہ اختیار کرو جس سے حلال حاصل ہو اور رزق کا دیر سے ملنا تم کو

---

[11] (صحيح مسلم، كتاب البر والصلة والآداب، باب تحريم الظلم، 1997/4، الحديث 4678 (2581)، دار إحياء الكتب العربية)

[12] (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبدالله بن مسعود، 33/2، الحديث: 3672، دار الفكر بيروت)

[13] (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبدالله بن عمر بن الخطاب، 416-417/2، الحديث: 5736، دار الفكر بيروت)

[14] (مجمع الزوائد، كتاب الخلافة، باب فيمن يصدق الامراء بكذبهم، 445/5، الحديث: 9263، دار الفكر بيروت)

[15] (رد المحتار على الدر المختار، كتاب الزكاة، باب زكاة الغنم، 292/2، دار الفكر بيروت، الطبعة: الثانية، 1412هـ 1992م)
(البحر الرائق شرح كنز الدقائق، كتاب الزكاة، باب أحكام المرتدين، 132/5، دار الكتاب الإسلامي)

اس پر آمادہ نہ کردے کہ اسے اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کے ذریعہ طلب کرنے لگو کیونکہ جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ اس کی فرمانبرداری ہی سے مل سکتا ہے۔ [16](مشکوٰۃ)

فائدہ: گناہ کرکے روپیہ حاصل نہ کرو کیونکہ گناہ کے ذریعہ جو آمدنی ہوتی ہے وہ حرام ہوتی ہے۔ رشوت لے کر یا سود سے یا گانے بجانے کا پیشہ اختیار کرکے یا تصویریں بیچ کر یا کوئی ایسی تجارت یا ملازمت کرکے جو شرعاً درست نہ ہو اپنا پیٹ نہ بھرو کیونکہ جو رزق مقدر میں ہے وہ ضرور ملے گا اور مل کر رہے گا پھر حرام کمانے میں جلدی کرکے آخرت برباد کرنے سے کیا فائدہ؟ اس سے نیوتا میں لین دین ضروری سمجھنے والے سوچ لیں کہ وہ نیوتا میں لین دین کی رسم سے کدھر جارہے ہیں یقین کرلیں کہ یہ عمل انہیں دوزخ میں لے جارہا ہے۔

حکایت: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک شخص کی نگرانی میں اپنا گھوڑا دے کر ایک مرتبہ مسجد میں نماز کے لئے تشریف لے گئے جب مسجد سے نکلے تو اس شخص کو نگرانی کی اجرت دینے کے لئے آپ نے دو درہم نکالے مگر جب باہر تشریف لائے تو اس شخص کو نہ پایا اور دیکھا کہ گھوڑے کی لگام بھی نہیں ہے یہ حال دیکھ کر آپ بازار تشریف لے گئے تو ایک دوکان پر وہ لگام رکھی ہوئی مل گئی۔ دوکاندار نے عرض کیا حضرت ایک شخص ابھی دو درہم میں اسے بیچ کر گیا ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے بھی اس کو دو ہی درہم دینے کا ارادہ کیا تھا مگر اس نے حلال کو چھوڑ کر حرام روزی حاصل کی اگر وہ حرام حاصل کرنے میں جلدی نہ کرتا تو اس کے مقدر میں دو درہم اس کو حلال طریقہ پر مل جاتے۔[17]

فائدہ: حقیقت یہی ہے کہ جب مقدر سے زیادہ یا کم نہیں مل سکتا تو پھر حرام کی طرف بڑھ کر اپنی آخرت برباد کرنا اور عبادتوں کو اکارت (بیکار) کرنا سراسر نادانی ہے۔ ہر مسلمان کا فریضہ ہے کہ حرام سے بچے اور حلال کمائے اور رزقِ مقدر کے لئے اپنی آخرت برباد نہ کرے۔

تجربہ اُویسی غفرلہ: فقیر کا تجربہ ہے اور آپ بھی تجربہ کرلیں کہ ''جو تیرا نصیب ہے وہ تجھے ضرور ملے گا چاہے دو پہاڑ کے نیچے ہی کیوں نہ ہو۔'' یعنی بظاہر غیر امکانی صورت نظر آتی ہے کہ انسان سمجھے کہ کوئی شے مثلاً مجھے کیسے ملے گی لیکن اگر مقدر میں ہے تو ضرور ملے گی لازماً ملے گی اور ایسے طریقہ سے ملے گی کہ جس کے ملنے کا وہم و گمان تک نہ ہوگا۔

---

[16] (مشكاة المصابيح، كتاب الرقاق، باب التوكل والصبر، الفصل الثاني، ص1458، الحديث: 5300-(6)، المكتب الإسلامي)

[17] (أعلى المراتب من سيرة أمير المؤمنين علي بن أبي طالب (رضي الله عنه)، الباب الثامن: من أقواله ومواعظه وحكمه وخطبه وكتبه الخ، ص437، دار الكتب العمية، بيروت)

ایک وہم کا ازالہ: لوگ سمجھتے ہیں کہ روزی کاروبار چلانے سے ملتی ہے یہ وہم غلط ہے حقیقت یہ ہے کہ روزی اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے عطافرماتاہے یہ اسباب ایک قسم کا حیلہ ہے اس سے روزی کمانے والے سوچیں کہ کون سے حیلے سے روزی کمارہے ہیں اگر حیلہ بہانہ یعنی سبب جائز ہے تووہ روزی بہشت میں لے جائے گی ورنہ دوزخ کا ایندھن۔

نکتہ: روزی کمانے میں یہی ارادہ دل پر راسخ ہو کہ رزق رازق مطلق نے دینا ہے میں توکمائی صرف اس کے حکم پر کررہاہوں اس طرح کی نیت وارادے سے روزی توملنی ہے لیکن اس کا تمام کاروبار سراسر نیکیوں کا انبار بن جائے گا لیکن یہ نکتہ وہ سمجھے جو نکتہ سنج ہو اور جو نفس کی شرارت سے نفس کا بندہ ہو وہ کیا سمجھے۔

ارشاداتِ محبوبِ خدا صلی اللّٰہ علیہ وسلم

سب سے بڑا مفلس: مسلم شریف میں ہے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «أَتَدْرُونَ مَا الْمُفْلِسُ؟» قَالُوا: الْمُفْلِسُ فِينَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهُ وَلَا مَتَاعَ، فَقَالَ: «إِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ أُمَّتِي يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاةٍ، وَصِيَامٍ، وَزَكَاةٍ، وَيَأْتِي قَدْ شَتَمَ هَذَا، وَقَذَفَ هَذَا، وَأَكَلَ مَالَ هَذَا، وَسَفَكَ دَمَ هَذَا، وَضَرَبَ هَذَا، فَيُعْطَى هَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ، وَهَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ، فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْضَى مَا عَلَيْهِ أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ، ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ[18]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اپنے صحابہ سے ارشاد فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟ صحابہ نے عرض کیاہم میں مفلس وہ آدمی ہے جس کے پاس مال واسباب نہ ہو۔ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ میری امت کا (حقیقی) مفلس وہ ہوگا جو قیامت کے روز نماز، روزے اور زکوٰۃ لے کر آئے گا (یعنی اس نے نمازیں بھی پڑھی ہوں گی، روزے بھی رکھے ہوں گے، زکوٰۃ بھی ادا کی ہوگی) اور (ان سب کے باوجود) اس حال میں (میدانِ حشر میں) آئے گا کہ اس آدمی نے دنیا میں کسی کو گالی دی ہوگی اور کسی پر تہمت لگائی ہوگی اور کسی کا ناحق مال کھایاہوگا اور کسی کا ناحق خون بہایاہوگا اور کسی کو ماراہوگا (اور چونکہ قیامت کا دن فیصلے کا دن ہوگا) اس لئے (اس شخص کا فیصلہ اس طرح کیاجائے گا کہ جس جس کو اس نے ستایاتھا اور جس جس کی حق تلفی کی تھی سب کو اس کی نیکیاں بانٹ دی جائیں گی) کچھ اس کی نیکیاں اس کے حقدار کو دی جائیں گی پھر اگر حقوق پوراہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہوجائیں گی تو حقداروں کے گناہ اس کے سر پر ڈال دیئے جائیں گے پھر اس کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

---

[18] (صحيح مسلم، كتاب البر والصلة والآداب، باب تحريم الظلم، 4/ 1997، الحديث: 59 (2581)، دار إحياء التراث العربي بيروت)

نیکیاں برباد: بخاری شریف میں ہے:

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَتْ لَہُ مَظْلَمَۃٌ لِأَخِیہِ مِنْ عِرْضِہِ أَوْ شَیْءٍ فَلْیَتَحَلَّلْہُ مِنْھا الْیَوْمَ قَبْلَ أَنْ لَا یَکُونَ دِینَارٌ وَلَا دِرْہَمٌ إِنْ کَانَ لَہُ عَمَلٌ صَالِحٌ أُخِذَ مِنْہُ بِقَدْرِ مَظْلَمَتِہِ وَإِنْ لَمْ تَکُنْ لَہُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ سَیِّءَاتِ صَاحِبِہِ فَحُمِلَ عَلَیْہِ [19]

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے کسی کی عزت یا کسی اور چیز پر زیادتی کی ہو تو چاہیے کہ آج ہی معافی حاصل کر لے اُس روز سے پہلے جس روز دینار و درہم پلے نہیں ہوں گے۔ اگر اُس کے پلے نیک اعمال ہوئے تو ظلم کے برابر اُن میں سے دیئے جائیں گے اور اگر نیکیاں نہ ہوئیں تو ظلم کے برابر مظلوم کے گناہ اُس پر ڈال دیئے جائیں گے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ صرف پیسہ وغیرہ دبالینا ہی ظلم نہیں ہے بلکہ گالی دینا، تہمت لگانا، بے آبرو کرنا بھی ظلم اور حق تلفی ہے بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم دین دار ہیں مگر ان باتوں سے ذرا نہیں بچتے یہ یاد رکھو کہ خدا اپنے حقوق کو توبہ اور استغفار سے معاف کر دیتا ہے مگر بندوں کے حقوق جب ہی معاف ہوں گے جبکہ ان کو ادا کر دے یا ان سے معافی مانگ لے۔

نیوتا خور کو درسِ عبرت: نیوتا خور حضرات اس عمل کو معمولی سمجھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ ہزاروں سے نیوتا کھا کر مرتے ہیں اور انہیں اس کے بخشوانے کا خیال تک نہیں ہوتا حالانکہ آج جسے معمولی عمل سمجھ رہے ہیں قیامت میں ان کے لئے وبالِ جان بن جائے گا لیکن اُس وقت پچھتاوا کام نہ آئے گا اسی لئے میرے بھائی آج ہی کر لے جو کرنا ہے بلکہ سرے سے نیوتا کی رسم کو ہاتھ ہی نہ لگاہاں کرنا ہے تو نیوتا محمود کا عمل کر کے دکھا۔

زمینداروں کو سرزنش: نیوتا مذموم عموماً دیہاتی زمینداروں اور عوام اگرچہ مفلس (کنگال) ہوں میں زیادہ مروج ہیں اور وہ اس کو شیرِ مادر (ماں کے دودھ) سے بھی زیادہ زودِ ہضم (جلد ہضم ہو جانے والا) سمجھتے ہیں اس لئے وہ زمین جیسی ثقیل (بڑی) شے کو ہضم کر جاتے ہیں تو نیوتا ان کے آگے کیا شے ہے۔ فقیر خود زمیندار ہے۔ الحمد للہ والدِ گرامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وراثت میں کچھ حصہ ملا لیکن فقیر کے اقرباء نے مختلف حیلے بہانوں سے قبضہ کر لی۔ فقیر چونکہ مصروفِ بکار ہے اسی لئے ان سے واپسی کے درپے نہیں ہوا اگرچہ فقیر نے معاف کر رکھا ہے لیکن آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ ان میں جب کوئی مرتا ہے تو بُری موت مرتا ہے۔

زمین ہضم کرنے کی سزا: بخاری شریف میں ہے:

---

[19]) (صحیح البخاری، کتاب المظالم، باب من کانت لہ مظلمۃ عند الرجل فحللھا لہ ھل یبین مظلمتہ، 865/2، الحدیث: 2317، دار ابن کثیر، سنۃ النشر: 1414ھ/1993م)

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ أَخَذَ مِنَ الأَرْضِ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهِ خُسِفَ بِهِ يَوْمَ القِيَامَةِ إِلَى سَبْعِ أَرَضِينَ»[20]

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے (کسی کی) کچھ زمین ناحق لے لی اس کو قیامت کے دن ساتویں زمین کی انتہا تک دھنسا دیا جائے گا۔

عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "مَنْ سَرَقَ مِنَ الأَرْضِ شِبْرًا طُوِّقَهُ مِنْ سَبْعِ أَرَضِينَ[21]

یعنی حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو ایک بالشت بھر زمین پر ناجائز قبضہ کرتا ہے قیامت کے دن زمین کا وہ حصہ ساتوں زمینوں سے اس کے گلے میں طوق بنا کر ڈال دیا جائیگا۔

صاحبِ لمعات نے لکھا ہے کہ ان دونوں حدیثوں کو ملانے سے معلوم ہوا کہ زمین دبانے والوں کی دو قسمیں ہوں گی کچھ ایسے ہوں گے کہ ساتوں زمینوں کی انتہا تک دھنسائے جائیں گے اور کچھ ایسے ہوں گے جن کے گلوں میں ساتوں زمینوں کا طوق ڈالا جائے گا۔

درسِ عبرت: زمیندار برادران ذرا اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھئے کہ جناب نے تو کنال، کلہ کی بات نہیں مربعے ہڑپ کر رکھے ہیں اور کھا کر ایسے ہضم کئے کہ ڈکار بھی نہیں لیتے لیکن یاد رکھیں کہ آپ پر مثال صادق آتی ہے کہ کھائے گا تو مار کھائے کلا (اکیلا) مربعے وغیرہ غلط سلط طریقہ سے جمع کر کے کنبہ پال رہے ہو بلکہ آئندہ پشتوں تک جناب کی کمائی سے کئی کنبے کھائیں گے لیکن جہنم کے طبقات کے گلے کا ہار صرف جناب کے نام لکھا جا چکا ہے۔

ایک غلط حیلہ شیطانی کا جواب: بعض حقوق کو ہڑپ کرنے والے کہہ دیتے ہیں جی ہم نے تو یہ مال یا زمین وغیرہ مقدمہ کے ذریعہ حاصل کی ہے ہمیں تو گورنمنٹ کے فیصلہ سے یہ مال ملا ہے اس کا جواب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے سنیں۔

مقدمہ لڑا کر کوئی چیز لے لینا: حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

---

[20] (صحيح البخاري، كتاب بدء الخلق، باب ماجاء في سبع أرضين، 1168/3، الحديث: 3025، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414ھ/1993م)

[21] (مسند احمد بن حنبل، كتاب مسند العشرة المبشرين بالجنة، باب مسند سعيد بن زيد، 182/3، الحديث: 1639، مؤسسة الرسالة)

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : «إِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ وَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ، وَإِنَّمَا أَقْضِي لَكُمْ عَلَى نَحْوِ مِمَّا أَسْمَعُ مِنْكُمْ، فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ مِنْ حَقِّ أَخِيهِ شَيْئًا، فَلَا يَأْخُذْهُ فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ، يَأْتِي بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ»[22]

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میرے پاس جھگڑے لاتے ہو اور میں تو بشر ہی ہوں (اور میں فیصلہ کر دیتا ہوں جس میں یہ ممکن ہے کہ کوئی فیصلہ غلط ہو جائے اور ایک کی چیز دوسرے کو دلادوں کیونکہ) شاید تم میں کوئی دلیل بیان کرنے میں دوسرے سے بہتر ہو اور تمہارے درمیان فیصلہ تمہارا بیان سننے پر کرتا ہوں لہٰذا (یہ یاد رکھو) جس کے لئے میں دوسرے کے حق میں فیصلہ کر دوں تو اُسے ہر گز نہ لے (میرے فیصلہ سے وہ حلال نہیں ہو جائے گا۔) کیونکہ وہ دوزخ کا ایک ٹکڑا ہے جسے وہ قیامت کے دن اپنے ساتھ لے کر آئے گا۔

(ان احادیث سے دیوبندیوں، وہابیوں کو وہم ہوا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم معاذ اللہ بے اختیار اور عاجز اور ہماری طرح عام بشر ہیں، توبہ توبہ۔ اس کے جوابات فقیر کی کتاب غایۃ المامول میں ملاحظہ فرمائیں۔)

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو چیز شریعت کے نزدیک کسی کی ہے اگر مقدمہ لڑا کر اُسے اپنی کر بھی لی تو وہ اس سے حلال نہیں ہو جائے گی اسی طرح اگر ہمارے پاس کوئی چیز ہے جو شریعت کی رُو سے دوسرے کی ہے مگر موجودہ حکومت کے قانون میں وہ تمہاری ہی ہے۔ تو اِس کا ادا کرنا ضروری اور فرض ہے مثلاً کسی میت کا کچھ مال تمہارے پاس ہے اور شرعاً اِس کا کوئی وارث موجود ہے جسے حکومت کے قانون میں ورثہ نہیں پہنچتا تو اپنی آخرت دُرست کرنے کے لئے خود بخود اس کا حق ادا کر دو۔

قرآن کا فرمان: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے:

وَلَا تَأْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۝

(پارہ2، سورۃ البقرہ، آیت188)

ترجمہ: اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور حاکموں کے پاس اُن کا مقدمہ اس لئے پہنچاؤ کہ لوگوں کا کچھ مال ناجائز طور پر کھالو جان بوجھ کر۔

---

[22] (سنن ابن ماجه، كتاب الاحكام، باب قضية الحاكم لا تحل حراما ولا تحرم حلالا، 414/3، الحديث: 2317، دار الرسالة العالمية، الطبعة: الأولى، 1430 ھ 2009 م)

قرض لینے کے بارے میں سختی: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قرض کے سوا شہید کا سب کچھ بخش دیا جاتا ہے۔[23] (مسلم)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ بڑے بڑے گناہوں کے بعد جن سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ بندہ خدا کے پاس اس حال میں جائے کہ اس پر قرض ہو اور اس کی ادائیگی کے لئے مال نہ چھوڑے۔[24] (احمد و ابو داؤد)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نماز پڑھانے کے لئے ایک جنازہ پیش کیا گیا آپ نے حاضرین سے دریافت کیا کہ اس پر قرض ہے؟ عرض کی جی ہاں دوبارہ دریافت فرمایا کہ اُس کی ادائیگی کے لئے کچھ چھوڑا ہے؟ عرض کیا جی نہیں فرمایا (میں اس کی نماز نہیں پڑھاتا) تم اس کی نماز پڑھ لو۔ اس پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا قرض میرے ذمہ ہے میں ادا کروں گا اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑھ کر اس کی نماز پڑھائی۔[25] (شرح السنہ)

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوسری حدیث میں ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پڑھتے ہوئے سنا:

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْكُفْرِ وَالدَّيْنِ[26] یعنی اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں کفر سے اور قرض سے۔

یہ سن کر ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کفر کو قرض کے برابر کر رہے ہیں فرمایا ہاں۔

نیوتا مذموم بھی قرض ہے: عزیزانِ گرامی نیوتا بھی قرض ہے جسے آپ حضرات نے برادری سسٹم سمجھ رکھا ہے ابھی سے سمجھئے نیوتا مذموم کو چھوڑ کر نیوتا محمود عمل میں لایئے ورنہ نیوتا کو ہاتھ بھی نہ لگایئے۔ نیوتا مذموم قرض ہی ہے جو حق الغیر کھانے کی سزا، اسکی بھی وہی سزا ہے۔ ہمارے اسلاف صالحین رضوان اللہ تعالیٰ اکا یہ حال تھا کہ معمولی سے معمولی حق الغیر کے شبہ سے بچنے کے لئے نہایت درجہ کی احتیاط فرماتے۔

---

[23] (صحیح مسلم ، کتاب الامارة، باب من قتل في سبيل الله كفرت خطاياه إلا الدين، 3/ 1502، الحديث (3498) 1886، دار إحياء التراث العربي بيروت)

[24] (سنن ابی داؤد، کتاب البیوع، باب فی التشدید فی الدین، 3/247، الحدیث: 3342 ، المکتبة العصریة)

(مسند الإمام أحمد بن حنبل، أول مسند الكوفيين، حديث أبي موسي الاشعري، 32/246، الحديث: 19495 مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، 1421 هـ 2001 م)

[25] (السنن الکبریٰ للبیهقی، کتاب الضمان، باب وجوب الحق بالضمان، 6/72، الحدیث: 11080، دار المعرفة)

[26]) (سنن النسائی، کتاب الاستعاذة، باب الاستعاذة من الدين، 8/ 265، الحديث: 5474، مكتب المطبوعات الإسلامية ، حلب)

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتوی: مروی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب خلیفہ ہوئے تو آپ کی تجارت بند ہو گئی اور بیت المال سے آپ کے لئے ڈھائی ہزار درہم سالانہ مقرر کئے گئے (جو تقریباً پچیس سو روپے ہوتے ہیں) اسی پر آپ کا گزارا تھا۔ ایک روز بی بی نے کہا میٹھا کھانے کو جی چاہتا ہے اس پر فرمایا کہ بیت المال سے جو کچھ مجھے ملتا ہے اس سے زیادہ میں نہیں لے سکتا لہٰذا اسی میں سے تھوڑا تھوڑا بچاؤ کسی روز میٹھی چیز پکا لینا۔ چنانچہ بیوی نے ایسا ہی کیا اور چند روز کے بعد کوئی میٹھی چیز پکا کر سامنے رکھ دی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت فرمایا کہ روزانہ تم کتنا بچاتی رہی ہو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خاص مقدار بیان فرمائی تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیت المال کو لکھ بھیجا کہ میرے وظیفہ سے اتنی مقدار کم کر دی جائے کیونکہ بغیر میٹھا کھائے بھی زندگی بسر ہو سکتی ہے۔

فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تقویٰ: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زمانۂ خلافت میں ایک مرتبہ رات کو بیت المال میں بیٹھے ہوئے تھے کہ کسی ضرورت سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تشریف لائے اور عرض کی کہ مجھے کچھ بات کرنی ہے اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت فرمایا کہ آپ کو کسی نجی اور ذاتی معاملہ میں گفتگو کرنی ہے یا خلافت کے کسی معاملہ میں کچھ کہنا ہے؟ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ مجھے اپنے ذاتی معاملہ میں گفتگو کرنی ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بیت المال کی روشنی میں بیٹھ کر گفتگو کرنا درست نہیں ہے چلو کسی اور جگہ بات کرتے ہیں۔

فائدہ: غور فرمایئے کہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتنی احتیاط فرمائی ہے کہ بیت المال کی روشنی کا استعمال گوارا نہیں۔

فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کمال: ایک مرتبہ زمانۂ خلافت میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بحرین سے کچھ مشک آ گیا آپ نے فرمایا کہ کوئی عورت اسے تول دیتی تو میں اسے تقسیم کر دیتا آپ کی بیوی حضرت عاتکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ میں تول دوں گی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تم سے نہیں تلواتا ہوں کیونکہ مشک تولتے وقت وہ تمہارے ہاتھ میں لگے گا اور تمہارا ہاتھ گردن وغیرہ میں لگے گا لہٰذا اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ تمہارے حصہ میں دوسرے مسلمانوں سے زیادہ مشک آ جائے گا۔ مدارس و مساجد کے متولی اور دیگر اوقاف کے مہتمم اس سے درس حاصل کریں اور مدرس حضرات بھی اپنے اوقات کا حساب کریں کہ جتنا وقت طے ہوتا ہے پورا وقت دیتے ہیں یا اس میں کمی رہ جاتی ہے۔

حضرت سید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک انصاری بیٹھے ہوئے لوگوں سے باتیں کر رہے تھے۔ ہنسی مذاق کی عادت تھی وہ لوگوں کو ہنسا رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے پہلو میں ایک لکڑی ٹیک دی اس نے کہا کہ ٹھہریئے مجھے بدلہ دیجئے آپ نے فرمایا میں ٹھہرا ہوا ہوں آؤ بدلہ لے لو۔ اس نے کہا آپ کرتا پہنے ہوئے ہیں اور میں کرتا پہنے ہوئے نہیں ہوں (اور اسی حالت میں آپ نے میرے پہلو میں

لکڑی چھوئی ہے) لٰہذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کرتا اُٹھالیا (تاکہ وہ پوراپورا بدلہ لے لیں۔) اس شخص نے (بدلہ تونہ لیااور) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گود میں بھر کر آپ کا پہلو مبارک چومنے لگااور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا تو یہ مطلب تھا۔ [27](مشکوٰۃ)

صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عشق کا کمال: ان صاحب نے بدلہ نہ لیااور بدلہ کی ترکیب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک پہلو چومنے کا موقعہ نکال لیا مگر قابل غور بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوراًہی بدلہ دینے کو تیار ہوگئے اور ذرا بھی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چہرے پر اس کا اثر نہ ہوا کہ یہ میرا اُمتی ہوتے ہوئے مجھ سے بدلہ لے رہا ہے اور ایسا خیال کیونکر آتا جب کہ آپ سید المتقین تھے اور آخرت کا منظر آپ کے سامنے رہتا تھا اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخرت کے امور سے اپنے لئے کوئی خطرہ نہ تھا لیکن اُمت کو عملی طور پر تعلیم سے نوازا کہ حقوق العباد کی ادائیگی لازمی امر ہے ورنہ قیامت میں جب بدلہ لیا جائے گا اُس وقت ذلت ورسوائی ہوگی۔

حق الغیر کے بدلہ دینے کا ایک منظر: صحیح مسلم شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن تم لوگوں سے حق داروں کے حقوق ادا کروائے جائیں گے یہاں تک کہ بغیر سینگ والی بکری کا بدلہ سینگ والی بکری سے لے لیا جائے گا۔[28]

مزید برآں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (گناہوں کے سبب) دوزخ میں جانے والے مسلمان دوزخ سے چھوٹ کر ایک پُل پر کھڑے کردیئے جائیں گے جو جنت اور دوزخ کے درمیان ہوگا تو اُس وقت بعض کو بعض سے اُن کے ظلموں کے بدلے دلائے جائیں گے جو دنیا میں کئے تھے یہاں تک کہ جب پاک وصاف ہوجائیں گے تو اُن کو جنت میں داخل ہونے کی اجازت دے دی جائے گی۔(مشکوٰۃ)

معمولی اُمور پر سخت سزا: بہت سے اُمور ہماری نظروں میں معمولی معلوم ہوتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑے ہیں جن کی سزا بھی سخت ہے مثلاً ہم دیکھ رہے ہیں کہ بہت سے لوگ کمزوروں اور بے کسوں کو ستاتے ہیں، اُن سے بیگاری (مفت میں کام) لیتے ہیں اور وہ بیچارے ان کے ڈر سے سب کچھ کرتے ہیں، مال داروں اور زمینداروں کی گالیاں بھی کھاتے ہیں اور پٹتے بھی ہیں، سارے مظالم بھی سہتے ہیں اور ان کی بیگاری (مفت میں کام) بھی پوری کرتے ہیں مگر اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہے کہ اُن کو مارنا پیٹنا اور اُن سے بیگاری لینا اور اُن کو گالیاں دینا جائز اور حلال ہوجائے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر وقت دیکھتا ہے اور اُس کے یہاں سب کچھ لکھا جاتا ہے۔ میدانِ حشر میں جب یہ دنیا کی ثروت اور جاہ وعزت رکھنے والے پیش ہوں گے اور ان بے کسوں پر جو ظلم کئے ہیں اُن کے بدلے دیں گے اُس وقت دنیاوی حکومت واقتدار کا

---

[27] (سنن ابی داود، کتاب الأدب، باب فی قبلة الجسد، 456/4، الحدیث: 5224، دار إحیاء التراث العربي، بیروت)

[28] (صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب تحریم الظلم، الحدیث: 1997/4، الحدیث (4679) 2582، دار إحیاء التراث العربي بیروت)

نتیجہ معلوم ہو گا بھلا جو لوگ نہ غلام ہیں نہ مملوک ہیں اُن کو مارنا اور اُن سے بیگاری لینا کیونکر درست ہو گا جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زر خرید غلاموں کے بارے میں یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر اس پر زیادتی کی ہو گی تو اس کا بدلہ بھی دینا ہو گا۔

حدیث شریف میں ہے کہ

أَنَّ رَجُلاً قَعَدَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ لِي مَمْلُوكِينَ يُكَذِّبُونَنِي وَيَخُونُونَنِي وَيَعْصُونَنِي، وَأَشْتُمُهُمْ وَأَضْرِبُهُمْ فَكَيْفَ أَنَا مِنْهُمْ؟ قَالَ: يُحْسَبُ مَا خَانُوكَ وَعَصَوْكَ وَكَذَّبُوكَ وَعِقَابُكَ إِيَّاهُمْ، فَإِنْ كَانَ عِقَابُكَ إِيَّاهُمْ بِقَدْرِ ذُنُوبِهِمْ كَانَ كَفَافًا، لاَ لَكَ وَلاَ عَلَيْكَ، وَإِنْ كَانَ عِقَابُكَ إِيَّاهُمْ دُونَ ذُنُوبِهِمْ كَانَ فَضْلاً لَكَ، وَإِنْ كَانَ عِقَابُكَ إِيَّاهُمْ فَوْقَ ذُنُوبِهِمْ اقْتُصَّ لَهُمْ مِنْكَ الفَضْلُ. قَالَ: فَتَنَحَّى الرَّجُلُ فَجَعَلَ يَبْكِي وَيَهْتِفُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَا تَقْرَأُ كِتَابَ اللهِ {وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ القِسْطَ لِيَوْمِ القِيَامَةِ فَلاَ تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ} الآيَةَ. فَقَالَ الرَّجُلُ: وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللهِ مَا أَجِدُ لِي وَلَهُمْ شَيْئًا خَيْرًا مِنْ مُفَارَقَتِهِمْ، أُشْهِدُكَ أَنَّهُمْ أَحْرَارٌ كُلُّهُمْ [29]

یعنی ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر بیٹھ گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے دو غلام ہیں جو مجھ سے جھوٹ بولتے ہیں اور (میرے مال میں) میری خیانت بھی کرتے ہیں اور میری نافرمانی بھی کرتے ہیں میں اُن کو گالیاں بھی دیتا ہوں اور مارتا بھی ہوں تو اب یہ فرمایئے کہ (اللہ تعالیٰ کے یہاں قیامت کے روز) میرا اور اُن کا کیا معاملہ ہو گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہو گا تو جتنی انہوں نے تیری خیانت کی ہو گی اور تیری نافرمانی کی ہو گی اور تجھ سے جھوٹ بولا ہو گا ان سب کا اور تیرے سزا دینے کا حساب کیا جائے گا اگر تیری سزا اُن کی حرکتوں کے برابر ہو گی تو معاملہ برابر رہے گا نہ تجھے کچھ اَجر ملے گا نہ تجھ پر کچھ بوجھ پڑے گا اور اگر تیری سزا اُن کی حرکتوں سے کم ہو گی تو اُن کی حرکتوں کی زیادتی تیرے کام آئے گی اور تجھے اُن سے بدلہ دلایا جائے گا اور اگر تیری سزا اُن کی حرکتوں سے زیادہ ہو گی تو اُن کو تجھ سے اِس زیادہ سزا کا بدلہ دلایا جائے گا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں یہ سن کر وہ چیخا اور روتا ہوا الگ جا کر بیٹھا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا کہ تو یہ آیت تلاوت نہیں کرتا۔

وَنَضَعُ الْمَوٰزِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْءًا ط وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ o (پارہ 17، سورۂ الانبیاء، آیت 21)

---

[29] (سنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن عن رسول اللّٰہ، باب ومن سورۃ الانبیاء، 171/5، الحدیث: 3165، دار الغرب الإسلامي بيروت)

ترجمہ: اور ہم عدل کی ترازوئیں رکھیں گے قیامت کے دن تو کسی جان پر کچھ ظلم نہ ہوگا اور اگر کوئی چیز رائی کے دانہ کے برابر ہو تو ہم اُسے لے آئیں گے اور ہم کافی ہیں حساب کو۔

یہ سن کر اُس شخص نے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے اور اِن (غلاموں) کے حق میں اِس سے اچھا بھی کچھ نہیں سمجھتا کہ اُن سے جدا ہو جاؤں (لہٰذا) میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ وہ سب آزاد ہیں۔

بے رحم مدرسین: جو لوگ بچوں کو تعلیم دیتے ہیں وہ بھی اس واقعہ سے عبرت حاصل کریں جو بے تحاشا بچوں کو مارتے رہتے ہیں اور ذرا سی نامناسب حرکت پر بہت زیادہ سزا دیتے ہیں اور بسا اوقات تو یہ ہوتا ہے کہ قصور ایک بچے کا ہوتا ہے اور چونکہ یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کس کا قصور ہے اِس لئے اُس کی مرمت کر دیتے ہیں جو سراسر ظلم اور حرام ہے۔

مسئلہ: امام شامی صاحب ردالمحتار نے لکھا ہے کہ بچہ کو لکڑی سے مارنا درست نہیں ہے یکبارگی تین مرتبہ سے زیادہ ہاتھ سے مار کر سزا دینا بھی ناجائز ہے۔[30]

ظالم شوہر: وہ بے رحم شوہر جو اپنی بیویوں پر ظلم کرتے ہیں اور اُن معاملات میں انہیں مارتے پیٹتے ہیں جو شرعاً اُن کے ذمہ میں نہیں ذرا سا ہانڈی میں نمک زیادہ ہو گیا، اس نے کھانا پکانے میں دیر کر دی یا جیٹھ دیور کے لئے روٹی نہیں پکائی تو بس پیٹنے لگے اور میں نے تو ایسے واقعات بھی سنے ہیں کہ دیور ہی نے بھاوج کو سزا دے دی۔ یاد رکھو کہ یہ سب خدا کے یہاں لکھا جاتا ہے اور خدا سب دیکھتا ہے بغیر شرعی اجازت کے شوہر کو بھی مارنے کی اجازت نہیں دی گئی ہے اس کے بھی خاص خاص مواقع ہیں جو علماء سے دریافت کئے جا سکتے ہیں اور شوہر کو بھی جس صورت میں سزا دینے کی اجازت ہے وہ بھی اس طرح نہیں ہے جس طرح چاہے پیٹ ڈالے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں یوں فرمایا **فاضربوھن ضربًا غیر مبرح**[31] یعنی تم اُن کو مارو مگر اس طرح نہ مارو جس سے سختی و شدت ظاہر ہو۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ تم میں کوئی شخص اپنی بیوی کو اس طرح نہ پیٹے جیسے غلام کو (بے تحاشا) پیٹتے ہیں پھر بعد میں اُس کے پاس لیٹ جائے (یعنی عقلاً بھی یہ کتنی بُری بات ہے کہ) صبح کو مار پیٹ کی جیسا کہ اس سے کچھ تعلق نہیں اور پھر شام کو اُس کے پاس جا کر لیٹ گئے۔[32]

(مشکوٰۃ شریف)

مزید تفصیل کے لئے فقیر کی کتاب ''حقوق الزوجین'' کا مطالعہ کریں۔

---

30) (فتاویٰ رضویہ، کتاب الشرکۃ، کتاب الوقف، 417/16، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

31) (مشكاة المصابيح، كتاب المناسك، باب قصة حجة الوداع، الفصل الاول، ص785، الحديث: (2555)-1، المكتب الإسلامي)

32) (صحيح البخاري، كتاب النكاح، باب ما يكره من ضرب النساء، 1997/5، الحديث: 4908، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ/1993م)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمدل: حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ كُنْتُ أَضْرِبُ غُلَامًا لِي، فَسَمِعْتُ مِنْ خَلْفِي صَوْتًا: «اعْلَمْ، أَبَا مَسْعُودٍ، لَلَّهُ أَقْدَرُ عَلَيْكَ مِنْكَ عَلَيْهِ»، فَالْتَفَتُّ فَإِذَا هُوَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، هُوَ حُرٌّ لِوَجْهِ اللهِ، فَقَالَ: «أَمَا لَوْ لَمْ تَفْعَلْ لَلَفَحَتْكَ النَّارُ»، أَوْ «لَمَسَّتْكَ النَّارُ»[33]

یعنی میں اپنے ایک غلام کو مار رہا تھا کہ اچانک پیچھے سے میں نے یہ آواز سنی کہ اے ابو مسعود سمجھ لے کہ خدا کو تجھ پر اِس سے زیادہ قدرت ہے جتنی تجھے اِس پر ہے۔ میں نے منہ پھیر کر دیکھا تو دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہی کلمات ارشاد فرمارہے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ اللہ تعالیٰ کے لئے آزاد ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خبردار اگر تم ایسا نہ کرتے (یعنی اسے آزاد نہ کرتے) تو تمہیں دوزخ کی آگ جُھلَستی۔

فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زمانۂ خلافت میں ایک روز راستہ سے گزر رہے تھے کہ ایک شخص پر نظر پڑی جو ایک عورت سے باتیں کر رہا تھا آپ نے اس کو ایک دُرّہ مار دیا (یہ سمجھ کر کہ یہ غیر عورت سے بات کررہاہے) اس نے کہا کہ یہ تو میری بیوی ہے اِس سے باتیں کرنے میں کیا حرج ہے؟ آپ نے فرمایا پھر تم راستہ میں کھڑے ہو کر کیوں باتیں کر رہے ہو جس سے مسلمان غیبت میں مبتلا ہوں۔ اُس نے کہا کہ ہم پردیسی ہیں ابھی ابھی شہر میں داخل ہوئے ہیں اور یہ مشورہ کر رہے ہیں کہ قیام کہاں کریں۔ یہ سنتے ہی آپ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اور اُس سے فرمایا کہ اچھا اپنا بدلہ لے لو اُس نے کہا اے امیر المومنین میں نے معاف کیا آپ نے فرمایا نہیں تم اپنا بدلہ لے لو اُس نے کہا میں نے معاف کیا یہاں تک کہ جب تین مرتبہ اُس نے معاف کر دیا تب آپ کا دل مطمئن ہوا آپ نے جزاک اللہ کی دعا دی۔[34] (سیرتِ خلفائے راشدین)

لاشعوری دوزخ میں لے جارہی ہے: حقوق العباد کوئی معمولی بات نہیں جسے ہم نے لاشعوری اور بے پرواہی سے کچھ نہیں سمجھ رہے انسان مرنے کے بعد فوراًاِس کی سزا میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ صرف ایک واقعہ ملاحظہ ہو حدیث شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامان کی حفاظت پر (کسی جہاد کے موقع پر) ایک صاحب مقرر تھے جن کو کرکرہ کہا جاتا تھا اُن کی وفات ہو گئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

[33] (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب صحبة المماليك وكفارة من لطم عبده، 1281/3، الحديث 35–(1659)، دار إحياء التراث العربي بيروت)

[34] (كنز العمال، كتاب الحدود من قسم الأفعال، الخلوة بالأجنبية، 183/3، الحديث: 13619، دار الكتب العلمية، بيروت)

فرمایا کہ وہ دوزخ میں ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اِس بات کی کھوج لگانے لگے (اور اس کے سامان کے پاس) جاکر دیکھنے لگے چنانچہ اُنہیں ایک بڑی چادر ملی جسے اُس نے (مالِ غنیمت سے لے کر) چھپائی تھی۔[35]

دوسری روایت میں ہے کہ جب (کسی موقع پر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مالِ غنیمت حاصل ہوتا تھا تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیتے تھے کہ لشکر میں اعلان کردو کہ جس کے پاس مالِ غنیمت کی کوئی چیز ہو یہاں لاکر حاضر کردے چنانچہ وہ اعلان کردیتے تھے اور لوگ سب مال لاکر جمع کردیتے تھے آپ سب کو ملاکر خمس (پانچواں حصہ) نکال لیتے تھے اور (باقی کو) تقسیم فرمادیتے تھے۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب مال جمع فرماکر خمس نکال لیا اور مال تقسیم کردیا تو کوئی دن کے بعد ایک صاحب بالوں سے بنائی ہوئی باگ (لگام میں باندھنے کی رسی) لے کر آئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ غنیمت کے مال کی ہے جو مجھے (کسی جگہ سے) ملی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تین دفعہ منادی سنی تھی؟ عرض کیا سنی تھی ارشاد فرمایا پھر تم کو کس چیز نے روکا کہ اسی وقت لے آتے؟ اِس پر اُنہوں نے کچھ عُذر پیش کیا (جو قابلِ قبول نہ تھا لہٰذا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو ہی اِسے قیامت کے روز لے کر آنے والا ہو جا میں تجھ سے ہرگز قبول نہ کروں گا۔[36] (ابوداؤد)

یعنی اب اس کو لانے سے کچھ نہیں بنتا سارا مال تقسیم ہوچکا، مستحقین جاچکے، کچھ غائب ہیں کچھ حاضر ہیں اب سب کو کس طرح پہنچے؟ لہٰذا اب تو ہی رکھ اور قیامت کے روز اس کو لے آنا جہاں سب حقدار موجود ہوں گے۔

مساجد و مدارس کے سربراہ: اُن کے لئے بھی عبرت کا سامان ہے جو کسی یتیم خانہ یا مسجد و مدرسہ کے متولی یا کسی وقف کے مہتمم بن کر جھوٹا حساب لکھ کر رجسٹر پر درج کردیتے ہیں اور آمدنی خود کھاجاتے ہیں یا تنخواہ سے زیادہ کچھ غبن کرکے خود استعمال کرلیتے ہیں۔ اسلام کے نام پر انجمنیں اور مدرسے قائم کرتے ہیں کیونکہ وقف اور چندہ کی چیز جو عام طلباء یا یتیموں اور مسکینوں کے لئے وقف ہے اس میں تمام مسلم طلبہ اور فقراء و مسکین اور یتامیٰ کا حق ہوتا ہے اس بارے میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے یہ بھی واضح رہے کہ کسی مہتمم اور متولی کے اجازت دے دینے یا خاموش رہنے سے کسی مدرسہ یا وقف کی چیز حلال نہیں ہوجاتی۔

---

35) (صحیح البخاري، كتاب الجهاد والسير، باب القليل من الغلول، 1119/3، الحديث:2909، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ/1993م)

(مسند الإمام أحمد، مسند المكثرين من الصحابة، مسند عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله تعالى عنهما، 160/2، الحديث: 6457، دار إحياء التراث العربي، سنة النشر: 1414هـ/1993م)

(المصنف، كتاب الجهاد، ما ذكر في الغلول، 711/7، الحديث: 4925-(1)، دار الفكر، سنة النشر: 1414هـ/1994م)

36) (سنن أبي داود، كتاب الجهاد، باب في الغلول إذا كان يسيرا يتركه الإمام ولا يحرق رحله، 69/3، الحديث:2712، المكتبة العصرية)

نیوتا کی اخروی خرابیوں سے ہم رو رہے تھے تو مدارس و مساجد اور یتیم خانوں کے چند آدھمکے اور چندہ کا دھندہ بھی اکثر وہی لوگ کرتے ہیں جو خدمتِ دین کے دعویدار ہوتے ہیں لیکن اکثر اُن میں فراڈی ہوتے ہیں جن کے لئے کہنا پڑتا ہے:

چو کفر از کعبہ برخیزد، کجا ماند مسلمانی؟

یعنی جب کفر کعبہ سے اُٹھے تو پھر مسلمانی کہاں رہے گی؟

انہی فراڈیوں نے حقیقی خدام الاسلام حضرات کو بدنام کر ڈالا ہے میری مراد وہی لوگ ہیں جو صرف چندہ کا دھندہ کرتے ہیں ورنہ الحمدللہ چندہ سے دین کی گاڑی چلانے والوں میں بعض وہ بھی ہیں جو اسلاف کا نمونہ ہیں اور اِنہی کے طفیل موجودہ رونقِ اسلام اور آبادی مساجد و حیاتِ مدارس ہے اگر ایسے حضرات سے کچھ خامی سہواً و خطا ہو جاتی ہے تو بحکم اللہ رب العزت: اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْہِبْنَ السَّیِّاٰتِ۔

(پارہ 12، سورۂ ھود، آیت 114)

ترجمہ: بیشک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔

قیامت میں اُن کے اعمال نامہ میں نیکیوں کا پلڑا بھاری رہے گا ہاں صرف ان چندہ خوروں (جو فراڈیے کام چلاتے ہیں) اُن کے لئے تباہی و ہلاکت ہے۔ (العیاذ باللّٰہ)

جب قیامت میں ذرہ ذرہ کا بدلہ لیا جائے گا نا معلوم اُس وقت کیا بنے گا۔ حدیث شریف میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ انسان (بندوں) سے سوال کرتے کرتے اُس درجہ پر پہنچ جاتا ہے کہ قیامت کے روز اِس حال میں آئے گا کہ اُس کے چہرے پر گوشت کی ایک بوٹی بھی نہ ہوگی۔[37] (بخاری و مسلم)

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ تم میں سے ایک شخص اپنی رسی لے کر لکڑیوں کی گٹھڑی اپنی پشت پر لاد کر لائے اور پھر اُسے بیچ دے تو یہ اِس سے بہتر ہے کہ لوگوں سے سوال کرے اور پھر وہ چاہیں تو دے دیں اور چاہیں تو منع کر دیں۔[38] (مشکوٰۃ شریف)

ایسی احادیثِ مبارکہ چندہ کے دھندا کرنے والوں کے لئے ہیں نہ اُن حضرات کے لئے جو چندہ کے ذریعہ دین کو آباد کئے ہوئے ہیں۔

---

37) (صحیح البخاري، کتاب الزکاة، باب من سأل الناس تکثرا، 537/2، الحدیث: 1405، دار ابن کثیر، سنة النشر: 1414ھ/1993م)
(صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب کراھة المسألة للناس، الحدیث: 1725-(1040)، 720/2، دار إحیاء الکتب العربیة)

38) (مشکاة المصابیح، کتاب الزکاة، باب من لا تحل له المسألة ومن تحل له، الفصل الأول، ص1458، الحدیث: 1841-(5)، المکتب الإسلامي)

آخری بات: نیوتا مذموم ہو یا چندہ جو محض پیٹ بھرنے کا دھندا ہو حرام محض ہے اِس کی سزا و عذاب وہی ہے جو حرام کمائی کا ہے۔

حرام کمائی کی مذمت: اس بارے میں فقیر کی کتاب "کسب الکمال فی رزق الحلال " میں پڑھیں چند آیات و روایات ملاحظہ ہوں۔

حرام کھانے سے دعا قبول نہ ہونا: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ پاک ہے پاک ہی کو قبول کرتا ہے۔[39]

اور بے شک اللہ نے مومنوں کو وہی حکم دیا ہے جو پیغمبروں کو حکم دیا ہے چنانچہ فرمایا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا۔ (پارہ18، سورۂ المومنون، آیت 51)

ترجمہ: اے پیغمبرو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اچھا کام کرو۔

اوراللہ تعالیٰ نے فرمایا: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ۔ (پارہ2،سورۂ البقرۃ، آیت 176)

ترجمہ: اے ایمان والو! کھاؤ ہماری دی ہوئی ستھری چیزیں۔

حدیث شریف: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کا ذکر کیا جو لمبے سفر میں ہو، بال بکھرے ہوئے ہوں، بدن پر غُبار (مٹی) لگا ہوا ہو، آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر یارب یارب کہتا ہو اور اُس کا کھانا حرام ہو اور پینا حرام ہو اور لباس حرام ہو اور اُس کی غذا بھی حرام ہو تو (ان سب کے باوجود) اُس کی دعا کیسے قبول ہو۔[40] **(مسلم شریف)**

ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب تک انسان سفر میں رہتا ہے اُس کی دعا قبول ہوتی ہے اور اگر سفر کے ساتھ شکستہ حال بھی ہو تو اُس کی دعا قبولیت کے زیادہ قریب ہو جاتی ہے۔ اس حدیث میں فرمایا کہ یہ سب کچھ ہوتے ہوئے اس شخص کی دعا قبول نہ ہو گی جس کا کھانا، پینا اور پہننا حرام ہو۔ آج بے انتہاء دعائیں کی جاتیں ہیں اور مصیبتوں کے دور ہونے کے لئے خوب رو رو کر اللہ تعالیٰ کے سامنے گڑگڑاتے ہیں مگر دعا قبول نہیں ہوتی اور کیسے قبول ہو جبکہ حرام و حلال سے بچنے کا خیال ہی نہیں رہا۔[41]

---

39) (سنن النسائي، كتاب الزكاة، باب الصدقة من غلول،58/5، الحديث: 2525، مكتب المطبوعات الإسلامية، سنة النشر: 1414هـ/1994م)

40) (صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب قبول الصدقة من الكسب الطيب وتربيتها،703/2، الحديث: 1686- (1015)، دار إحياء الكتب العربية)
(المسند للامام احمد بن حنبل، باقي مسند المكثرين، مسند ابي هريرة، 220/3، الحديث: 8356، دار الفكر، بيروت)

41) (صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب قبول الصدقة من الكسب الطيب وتربيتها،703/2، الحديث: 1686- (1015)، دار إحياء الكتب العربية)

حرام استعمال کرنے کی وجہ سے نماز قبول نہ ہونا: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میرے دونوں کان بہرے ہو جائیں اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہ سنا ہو کہ جس نے دس درہم کا ایک کپڑا خریدا اور اُن میں ایک درہم حرام کا تھا تو جب تک وہ کپڑا اُس کے بدن پر رہے گا اُس کی نماز خدا قبول نہ کرے گا۔[42] **(مشکوٰۃ شریف)**

درسِ عبرت: جب کپڑے میں دسواں حصہ حرام کا ہونے سے نماز قبول نہیں ہوتی تو جس کے سارے کپڑے اور کھانا پینا حرام کا ہو اُس کی نماز کیسے قبول ہو گی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اُس کی نماز قبول نہیں فرماتا جس کے پیٹ میں حرام کا کھانا بھرا ہو۔[43] **(احیاء العلوم)**

حرام مال سے صدقہ قبول نہیں ہوتا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بغیر پاک ہوئے کوئی نماز قبول نہیں ہوتی اور حرام مال سے کوئی صدقہ قبول نہیں ہوتا۔[44] **(مسلم شریف)**

دوسری روایت میں ہے کہ کوئی بندہ حرام مال کما کر اُس میں سے صدقہ کرے تو وہ صدقہ قبول نہیں ہو گا اور اُس میں سے خرچ کرے گا تو اُس میں برکت نہ ہو گی اور اُس کو اپنے مرنے کے بعد پیچھے چھوڑ جائے گا تو وہ مال اُس کے لئے دوزخ کا سامان ہو گا۔[45] **(مشکوٰۃ شریف)**

قرآن شریف میں ارشاد ہے،

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّاۤ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّاۤ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ۔ (پارہ3،سورۃ البقرہ،آیت267)

ترجمہ: اے ایمان والو اپنی پاک کمائیوں میں سے کچھ دو اور اُس میں سے جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالا اور خاص ناقص کا ارادہ نہ کرو کہ دو تو اُس میں سے اور تمہیں ملے تو نہ لو گے جب تک اُس میں چشم پوشی نہ کرو۔

---

42) (مشكاة المصابيح، كتاب البيوع، باب الكسب والطلب الحلال، الفصل الثالث، ص849، الحديث: 2789-(31)، المكتب الإسلامي)

43) (إحياء علوم الدين، كتاب الحلال والحرام، ص114، دار الكتب العلمية، بيروت)

(معجم الاوسط، باب الميم، من اسمه: محمد، 34/5، الحديث: 6495، دار الكتب العلميه، بيروت1420ھ)

44) (صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب وجوب الطهارة للصلاة، 204/1، الحديث: 224(329)، دار إحياء الكتب العربية)

(سنن الترمذي، كتاب الطهارة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ما جاء لا تقبل صلاة بغير طهور، 5/1، الحديث: 1، دار الكتب العلمية)

45) (مشكاة المصابيح، كتاب البيوع، باب الكسب والطلب الحلال، الفصل الثاني، ص844، الحديث: 2771-(13)، المكتب الإسلامي)

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نیک کام میں حرام مال خرچ کرے اُس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص پیشاب سے اپنا کپڑا پاک کرے۔[46] **(احیاء العلوم)**

اِس سے اُن کی غلطی بھی معلوم ہوئی جو حرام کھا کر اُس میں سے کچھ صدقہ کرکے سمجھ لیتے ہیں کہ اب سارا مال پاک ہو گیا حالانکہ جو صدقہ کیا ہے وہ بھی قبول نہیں ہوا۔

حرام مال سے پلا ہوا گوشت دوزخ ہی میں جائے گا: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ گوشت جنت میں داخل نہ ہو گا جو حرام سے بڑھا ہو گا۔[47]

دوسری روایت میں ہے کہ وہ جسم جنت میں داخل نہ ہو گا جسے حرام سے غذا ملی ہو۔[48] **(مشکوٰۃ)**

انتباہ: نیوتا مذموم حرام مال کا دوسرا نام ہے اسی لئے اِس سے بچنا ضروری ہے۔

نیوتا کی اُخروی خرابیوں کا خلاصہ یہ ہے کہ محض رسمی اَمر میں پھنس کر چند ٹکے کمانے سے قیامت کی سزا اور عذاب اور سختی حساب۔

(1) بعض بے وقوف اس وہم میں مبتلا ہیں کہ کیا معلوم حساب ہی نہ ہو۔ انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اَٹَل اور یقینی ہے۔ اُس نے اعلان فرمایا ہے کہ ذَرّہ ذَرّہ کا حساب ہو گا وہ صرف اعلان نہیں بلکہ حقیقت ہے یہاں تک کہ ہم تو اشرف المخلوقات انسان ہیں اللہ تعالیٰ جانوروں کو بھی حساب وکتاب کے لئے میدان میں لا کر حساب فرمائے گا یہاں تک کہ سینگ والی بکری نے اگر بے سینگ والی بکری کو مارا ہو گا تو بھی اُس سے حساب ہو گا حالانکہ جانور غیر مُکَلَّف (احکام کے پابند نہیں) ہیں پھر اُن کے لئے جنت کا وعدہ اور دوزخ کی وعید بھی نہیں۔ اس سے حق الغیر ہڑپ کرنے والے خوب سوچ لیں۔

(2) بدعتِ سیۂ کے مرتکب ہیں۔ بدعت سیۂ کی تعریف یہی ہے جو قرآن واحادیث کے صراحۃً (سراسر) خلاف ہو اور نیوتا مذموم سراسر قرآن و احادیث مبارکہ کے خلاف ہے اس میں حق الغیر ہضم کیا جاتا ہے جیسا کہ بار بار عرض کیا جاچکا ہے۔

نیوتا محمود تو قرآن واحادیث سے ثابت ہے کہ ایک قسم کا احسان ہے لیکن نیوتا مذموم تو حرام ہی ہے قرآن واحادیث کے مضامین کے سراسر خلاف ہے اسی لئے اسی وعید میں داخل ہے، كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ [49]

---

[46]) إحياء علوم الدين، كتاب الحلال والحرام، ص115، دار الكتب العلمية، بيروت)

[47]) (مشكاة المصابيح، كتاب البيوع، باب الكسب والطلب الحلال، الفصل الثاني، ص845، الحديث: 2772-(14)، المكتب الإسلامي)

[48]) (مشكاة المصابيح، كتاب البيوع، باب الكسب والطلب الحلال، الفصل الثالث، ص848، الحديث: 2787-(29)، المكتب الإسلامي)

[49]) (سنن النسائي، كتاب صلاة العيدين، باب كيف الخطبة، الجزء3، الصفحة188، الحديث1578، مكتب المطبوعات الإسلامية حلب)

یعنی ہر بدعت ضلالت ہے اور ہر ضلالت جہنم میں ہے۔

لطیفہ: بعض بے وقوف نیوتا کے حرص میں غیروں کے بچوں کا شادی و بیاہ رچاتے ہیں تاکہ اُس نے جو دوسروں کو شادی بیاہ میں دیا وہ وصول ہو جائے۔

اپیلِ اُویسی غفر لہٗ: اسلامی برادری سے اپیل ہے کہ شادی اور رُسومِ اموات میں اِن اُمور کو دخیل (عمل دخل کرنے والا) نہ بناؤ جن کی وجہ سے کل قیامت میں نہ صرف رسوائی بلکہ عذابِ شدید میں مبتلا ہونا پڑے۔

وہ دن سخت ہے وہاں معمولی سی کوتاہی بہت بڑی اور سخت سزا کا مُوجب بن سکتی ہے۔

آج تم نیوتا مذموم عمل میں لاتے ہو اِس سے دوسروں کا حق رہ جاتا ہے مثلاً ایک بیاہ میں تم دس بیس روپے دیتے ہو پھر تم نے غلط رسم پر کئی شادی و بیاہ کئے اور وہ لیتے رہے لیکن دوسری طرف ایک شادی ہوئی تو اُس کا آپ کے نام قرض رہ گیا یا کسی نے کچھ کیا ہی نہیں وہ تمہارے کھاتے میں قرض باقی رہا اِسی کا حساب ہو گا اور سزا بھی ہاں وہ معاف کر دے یا اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے معاف کرا دے ورنہ حقوق الغیر کا معاملہ سخت ہے ابھی سے اپنا تَدارُک (تلافی) کیجئے۔

قرض معاف کردینے کی فضیلت: جو کچھ ہوا سو ہوا اب کے بعد نیوتا مذموم سے توبہ کر لیں اور جن پر آپ کا حق مُطلَق ہے یا نیوتا مذموم سے آپ کا کسی پر حق ہے وہ معاف فرما دیں اس کا بہت بڑا اجر و ثواب ہے۔

{باب دوم}

نیوتا محمود: یہ نیوتا سراسر ثواب ہی ثواب اور نیتِ خاص سے ہو تو رضائے خدا تعالیٰ اور رضائے مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے جھولیاں بھر لو اس لئے کہ یہ من وجہ سنت اور احسان بر خلقِ خدا اور اگر رشتہ داروں سے ہے تو دوگنا اَجر و ثواب۔ فقیر اِس باب میں اِن اُمور کی چند روایات پیش کرتا ہے۔ پہلے عرض کیا گیا ہے کہ نیوتا محمود ایک کارِ خیر ہے اور مسلمانوں پر ایک احسان و مروَّت (بھلائی) کی صورت ہے اِس کا اجر و ثواب بھی بہت ہے ملاحظہ ہو۔

عام مخلوق کے ساتھ احسان: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مخلوق اللہ کا کنبہ ہے سو اللہ کا سب سے پیارا بندہ وہ ہے جو اس کی مخلوق کے ساتھ احسان کرے۔[50] **(مشکوٰۃ)**

(صحيح ابن خزيمة، كتاب الجمعة، باب صفة خطبة النبي صلى الله عليه وسلم، وبدءُ فيها بحمد الله، والثناء عليه، الجزء2، الصفحة865، الحديث:1785، المكتب الإسلامي)

[50] (مشكاة المصابيح، كتاب البيوع، باب الكسب والطلب الحلال، الفصل الثالث، ص1392، الحديث: 4998-(52)، 4999-(53)، المكتب الإسلامي)

پریشان حال کی مدد: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے کسی پریشان حال کی مدد کردی اُس کے لئے اللہ تعالیٰ تہتر (73) مغفرتیں لکھ دے گا جن میں سے ایک سے اُس کے سب کام بن جائیں گے اور بہتر (72) قیامت کے روز اُس کے درجات بلند کرنے کے لئے ہوں گی۔ [51] (بیہقی)

اموات میں نیوتا: میت کے گھر والوں کے لئے پہلے دن رات کے لئے کھانا پکا کر بھیجنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ ترمذی شریف میں ہے کہ

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: لَمَّا جَاءَ نَعْيُ جَعْفَرٍ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اصْنَعُوا لِأَهْلِ جَعْفَرٍ طَعَامًا، فَإِنَّهُ قَدْ جَاءَهُمْ مَا يَشْغَلُهُمْ» [52]

یعنی حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں جب حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال کی خبر آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَہلِ جعفر کے لئے کھانا پکاؤ کیونکہ اُنہیں ایک آنے والے حادثہ نے (کھانے پکانے سے) روک رکھا ہے۔

بہارِ شریعت میں شامی کے حوالہ سے ہے کہ میت کے پڑوسی یا دور کے رشتہ دار اگر میت کے گھر والوں کے لئے اُس دن رات کے لئے کھانا کھلائیں تو بہتر ہے اور اُنہیں اِصرار کر کے کھلائیں۔ [53]

فائدہ: اسی پر قیاس کر کے باقی خیراتوں میں مثلاً قل خوانی، جمعراتیں وغیرہ میں حصہ ملایا جائے تو ثواب ہو گا لیکن اِس میں واپسی کی اُمید رکھنا یا دوسرے فریق سے مطالبہ کرنا کہ وہ بھی اس طرح کرے جیسے اِس نے کیا تھا تو پھر وہ نیوتا مذموم ہو گا اور وہ گناہ ہے۔

تیجہ میں نیوتا: مذکورہ بالا دلیل میت کے گھر والوں سے متعلق تھی۔ فقیر خود میت کے ایصالِ ثواب نیوتا کی دلیل عرض کرتا ہے۔ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتاویٰ روز جندی [54] میں تحریر فرماتے ہیں:

---

[51] (مشكاة المصابيح، كتاب البيوع، باب الكسب والطلب الحلال، الفصل الثالث، ص1392، الحديث: 4997-(51)، المكتب الإسلامي)
(شعب الإيمان للبيهقي، 122/10، الحديث: 7264، المكتب الإسلامي)

[52] (سنن الترمذی، كتاب الجنائز، باب ماجاء فی الطعام يصنع لاهل الميت، الجزء3، الصفحة 314، الحديث998، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر)

[53] (اسلامی زندگی از مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ، ص122، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

[54] روز جندی کا انکار کیا جا رہا ہے یہ علمی دھوکا ہے۔ صحیح یہ ہے کہ یہ فتاویٰ اس وقت نایاب ہے لیکن اَہلِ علم جانتے ہیں کہ کسی کتاب کی نایابی اس کے عدمِ وجود کی دلیل نہیں مخالف دھوکا دیتا ہے کہ کتاب لاؤ تو ہم مانیں لیکن یہ بھی ایک فریب ہے۔

:كان اليوم الثالث عن وفات ابراهيم بن محمد (صلى اللّٰه عليه وسلم) جاء ابو ذر عندالنبى صلى اللّٰه عليه وسلم معه لبن الناقة وخبز الشعير

یعنی حضرت ابراہیم بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے تیسرے دن (یعنی تیجہ تھا) ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اُن کے ساتھ اونٹنی کا دودھ اور جو کی روٹی تھی۔

ہمارا تجربہ ہے کہ کتاب لاکر دکھاؤ تو کہیں گے حدیث ضعیف ہے یہ سب اِن کے دھوکے ہیں جیسا کہ اَہلِ علم ان فریبیوں کے فریب جانتے ہیں منجملہ اِن کے انکار میں بھی ایک فریب ہے ورنہ الحمد للہ روزِ جندی فتاویٰ موجود ہے۔ ایک دفعہ پٹھان فقیر کے پاس لے آیا اس کے دس ہزار روپیہ ہدیہ مانگتا تھا اور فقیر کے پاس دس ہزار روپیہ کہاں؟ علاوہ ازیں حجم میں قدوری جتنا تھا اور تھا بھی قلمی جسے آج کل کے کمپیوٹر کے دور میں سمیٹا جائے تو قدوری کے حجم سے بھی کم ہو۔

علاوہ ازیں بے شمار فقہاءِ کرام اِس کے حوالے اپنی تصانیف میں درج فرماتے ہیں جنہیں فقیر نے رسالہ ''ثبوتِ فاتحہ مروَّجہ'' میں عرض کیا ہے ہمارے دور میں مندرجہ ذیل کتابوں میں اس کے حوالے موجود ہیں۔

انوارِ ساطعہ، تحفۃ الاحباب، ہدیہ الحرمین، جاء الحق وغیرہ یہی کیفیت شرح برزخ کی ہے جس میں مذکورہ حوالہ موجود ہے:

فَوَضَعَهَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلِيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَءَ النَّبِيُّ عَلِيْهِ السَّلَامُ الْفَاتِحَةَ مَرَّةً وَّسُوْرَةَ الْاِخْلَاصِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَقَرَءَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ اَنْتَ لَهَا اَهْلٌ وَهُوَ لَهَا اَهْلٌ فَرَفَعَ يَدِيْهِ وَمَسَحَ وَجْهَهٗ فَاَمَرَ بِاَبِىْ ذَرٍ اَنْ يُقَسِّمَهَا وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلِيْهِ وَسَلَّمَ ثَوَابُ هٰذِهِ الْاَطْعِمَةِ لِاِ ابْنِىْ اِبْرَاهِيْمَ۔ [55] (شرح برزخ وتحفة الاحباب)

پس اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رکھ دیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ فاتحہ ایک بار اور سورۃ اخلاص تین بار پڑھی اور یہ درود شریف '' اللّٰهم صلى علىٰ محمد انت لها اهل وهو لها اهل'' پڑھا (یعنی اے اللہ درود بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسا کہ تو جس کے لائق ہے اور وہ

[55] (تحفة الاحباب فی مسئلة ایصال ثواب. بعام آگے رکھ کر تلاوتِ قرآن۔۔۔، ص 221، مظہرِ علم، لاہور)

(جس کے لائق ہے۔) پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور اپنے منہ پر پھیرے اور ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ اس کو تقسیم کردےں اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس کھانے کا ثواب میرے بیٹے ابراہیم کے لئے ہے آخر حدیث تک۔

فائدہ: نیوتا محمود کے لئے یہ حدیث کافی ہے کہ ایصالِ ثواب کے لئے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نذرانہ پیش کیا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تیجہ کرنا اور کھانے سے پہلے کھانے پر فاتحہ دینا اور دونوں ہاتھ اُٹھانا اور اُن کا منہ پر پھیرنا اور کھانے کا تقسیم کرنا اور کھلانا ہر قسم کی عبادت مالی اور بدنی کا ثواب پہنچانا سنت ہے۔

تبصرۂ اُویسی: مخالفین اسی حدیث کو یوں ٹھکرادیتے ہیں کہ یہ روایت کتبِ حدیث میں نہیں حالانکہ یہ اُن کا عذر ہے ورنہ یہ کہاں کا اُصول ہے کہ جو حدیث کسی کو نہ ملے وہ یہ کہہ دے کہ یہ حدیث ہی نہیں عذر نامعقول ہے قطع نظر اس کے کہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث کے ناقل اور شرح البرزخ جیسی مستند کتابوں میں اِس کا حوالہ موجود ہے۔

سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قل خوانی یاتیجہ: حاشیہ خزانۃ الروایات میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے تین دن اور دسویں دن اور چالیس روز اور چھٹے مہینہ صدقہ دیا۔ [56]

فائدہ: یہ حدیث بھی نیوتا محمود ثابت کرتی ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایصالِ ثواب فرمایا۔

یادرہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دورِ مبارک اسلام کے اُصول اور قواعد وضوابط کا مقدس دور تھا آپ کے پیارے دور میں جو عمل ایک دفعہ ہو گیا تو وہ ایصالِ ثواب کے مختلف طریقے مستحبات ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گاہے گاہے (کبھی کبھار) کا عمل صحابہ کرام اور بعد کو علماء کرام کا عمل دلیلِ اِستحباب (مُستحب) ہوتا ہے اور یہاں نیوتا وغیرہ کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ وہابی دیوبندی اصل مسئلہ سے ہٹ کر حدیث کو ضعیف اور موضوع ٹھہرانے کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔ یہ بے اصول طریقہ ہے اس لئے کہ علم المناظرہ کا واضح قاعدہ ہے کہ حوالہ مستند کتاب یا

---

[56] (انوارِ ساطعہ، مصنفہ خلیفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، ص 145)

ثقہ ناقل کا ہو تو اس کا انکار جاہل کرتا ہے یا احمق اس لئے کہ جب ناقل ثقہ ہے تو پھر سند اُسی کے ذمہ ہے جس نے حدیث نقل کی ہے۔اس کی تحقیق مناظرہ رشیدیہ (کتاب) میں ہے۔

جب ہم نے قل خوانی کا ثبوت احادیثِ مبارکہ سے پیش کیا ہے اور فقہاءِ کرام نے بھی جو ان کی تصریح کی ہے اور مردہ کو ان دنوں میں خیرات وصدقات اور قرآن خوانی وغیرہ کی شدید ضرورت ہے پھر معتزلہ کے مذہب کو مضبوط کرنے کے لئے لنگڑے عذر کرنا انگریز کی سازش کا تمہارے لئے اظہار نہ کیا جائے تو کیا کہا جائے۔مزید تفصیل کے لئے فقیر کے رسائل و تصانیف پڑھیں۔

خاتمہ: شادی وبیاہ اور رُسومِ میت میں یہ جو رسم چل نکلی ہے کہ شادی والے یا میت کے ورثہ کو نقد یا دیگر اشیاء دی جاتی ہیں۔ناجائز اور قرض کی صورت اختیار کر جاتا ہے دنیا میں بھی اس میں جھگڑے ہو جاتے ہیں آخرت کی سزا الگ اِسے فقیر نے نیوتا مذموم سے تعبیر کیا ہے۔

ہاں اگر شرعی شادی بیاہ اور میت کے ورثہ کو بطورِ تبرُّع (عطاء) واحسان نقد یا دیگر اشیاءِ فی سبیل اللہ دی جائیں جن کا واپسی کا کوئی ارادہ نہ ہو نہ قولاً نہ عملاً نہ صراحۃً نہ کفایۃً یہ جائز ہے۔خواہ دوسری طرف سے اس طرح کا تعاون ہو یا نہ ہو تو یہ جائز ہے دینے والے کو اَجر و ثواب ہوگا۔

(اِنشاء اللّٰہ تعالیٰ)

اس کا نام فقیر نے نیوتا محمود رکھا ہے۔

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَبَارَکَ وَسَلَّم

هذا آخر مارقمه

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ بہاولپور۔پاکستان

☆الحمد للہ اس کا آغاز حرم مکہ پاک یکم جمادی الاولیٰ ۱۴۲۰ھ بروز جمعہ مطابق ۱۳ اگست ۱۹۹۹ء میں ہوا اور اس کا اختتام بہاولپور ۲۲ اگست ۱۰ جمادی الاولیٰ شبِ اتوار بوقتِ سحر ہوا۔